فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ القرآن

شرعی کونسل آف انڈیا
(بریلی شریف)

چھٹا فقہی سیمینار
سنہ ۱۴۳۰ھ/ سنہ ۲۰۰۹ء

موضوع: ۱
جدید طریقۂ بیع (بیع در بیع) کی شرعی حیثیت

پیشکش
تاج الشریعہ فاؤنڈیشن
www.muftiakhtarrazakhan.com

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، جگر گوشہ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری رحمۃ اللہ علیہ

اور خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے دیگر علمائے کرام کی تصنیفات اور
حیات و خدمات کے مطالعہ کے لئے وزٹ کریں

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

Taaj-al-Shari'ah Foundation, Karachi, Pakistan. WWW.MUFTIAKHTARRAZAKHAN.COM

تاج الشریعہ فاؤنڈیشن

0092 303 2886671 /makhtarraza1011

شرعی کونسل آف انڈیا

بریلی شریف

کے

سالانہ فقہی سیمنار

میں ہونے والے

فیصلہ جات

نیچے دیے گئے لنک پر ملاحظہ کیجئے

https://muftiakhtarrazakhan.com/shareecouncil/

٩٢/٧٨٦

سوال نامہ

جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت

ارباب تجارت، خرید وفروخت کو فروغ دینے کے لیے روز مرہ جدید طریقۂ تجارت ایجاد کرتے رہتے ہیں۔ صنعتوں اور سامانوں وغیرہ کی خرید وفروخت میں ایک نیا طریقۂ تجارت یہ ایجاد ہوا ہے کہ مبیع موجود و مملوک ومقبوض ہونے سے پہلے ایک شخص دوسرے تاجر سے مبیع (غیر موجود وغیر مملوک وغیر مقبوض) کا ثمن لے کر بیع کر دیتا ہے۔ اور دوسرا تاجر مبیع پر ملک وقبضہ اور اس کے وجود سے پہلے ایک اور شخص سے مذکورہ اوصاف کے مبیع کا ثمن لے کر بیع کر دیتا ہے۔ اسی طرح یہ تیسرا شخص چوتھے اور چوتھا شخص پانچویں سے بیع کرتا ہے اور مبیع کا ابھی وجود نہیں ہوتا ہے اور نہ وہ ملک اور قبضہ میں ہے۔ صرف بدل مبیع یعنی ثمن موجود ہے مثلاً ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ اس دوسرے سے ثمن لے کر ایک ایسی ساڑھی کی بیع کی جو ابھی تیار نہیں ہوئی اور وجود میں نہ آئی بس اتنا مقرر ہوا کہ اس وصف کی ساڑھی میں تیار کرا کے دے دوں گا۔ اس دوسرے نے اپنے بائع کو مبیع غیر موجود کا ثمن دے کر اپنے مبیع معدوم کی بیع کسی اور سے اس وصف کے مبیع کا ثمن لے کر بیع کیا ایسے تیسرے اور چوتھے اور پانچویں وغیرہ کے ہاتھ ثمن لے کر مبیع معدوم کی بیع ہوا کرتی ہے۔ اور یہ طریقۂ تجارت اور کاروبار صرف کفار ومشرکین ہی نہیں کرتے بلکہ مسلمان بھی اس طریقۂ تجارت کو اختیار کرتے ہیں۔ جیسا کہ روز مرہ کا مشاہدہ اس پر شاہد ہے۔ مگر مبیع معدوم ہونے کے باوجود اس کے تمام اوصاف مثلاً ڈیزائن وکلر وغیرہ ساری چیزوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ گویا کہ مبیع صرف وجود میں نہیں ہے مگر اس کے تمام اوصاف مذکور وموجود ہوتے ہیں۔ اور کسی طرح کی جہالت نہیں رہتی اور یہ کاروبار تاجروں کے درمیان کافی عام اور رائج ہے کہ کارخانوں، فیکٹریوں کا کاروبار زیادہ تر بلکہ مکمل اسی طریقۂ تجارت پر گردش کرتا رہتا ہے اور ان کی طرف سے مال تجارت مبیع کے معدوم ہونے کا کوئی ضرر نہیں ہوتا۔

ہمارے فقہائے کرام رحمہم المتعال یہ فرماتے ہیں کہ مبیع کا موجود اور مال متقوم اور مملوک فی نفسہٖ وغیرہ ہونا شرط ہے کہ معدوم کی بیع صحیح نہیں۔ جیسا کہ "ردالمحتار" میں ہے:

"وشرط المعقود علیه ستة کونه موجودا، مالا متقوما، مملوکا فی نفسه وکون الملك للبائع فیما یبیعه لنفسه فلم ینعقد بیع المعدوم ولا بیع ما لیس مملوکا له"۔ (ردالمحتار، ۷/۱۵)

ہدایہ باب السلم میں ہے:

"روی أنه علیه الصلوة والسلام نهی عن بیع ما لیس عند الانسان"

محقق علی الاطلاق امام ابن الہمام "فتح القدیر" میں اس کے تحت فرماتے ہیں:

"رواه أصحاب السنن الأربع عن عمرو بن شعیب، عن أبیه، عن جده، عنه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ...... ولا تبع ما لیس عندك. قال الترمذی حسن صحیح اھ" (فتح القدیر ۲/۲۰۵ باب السلم)

ان سب کے باوجود بیع سلم اور استصناع میں بیع المعدوم اور بیع مالیس عند الانسان ہے اور سلم بر خلاف قیاس نص کے سبب مشروع بشرائط ہے اور استصناع بھی استحساناً تعامل اور حاجت ناس کے سبب خلاف قیاس جائز ہے جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمہ "بدائع الصنائع "میں فرماتے ہیں:

" فالقیاس یأبی جواز الاستصناع لانه بیع المعدوم کالسلم بل هو أبعد جوازا من السلم وفی الاستحسان جاز لان الناس تعاملوه فی سائر الأعصار من غیر نکیر فکان إجماعا منهم علی الجواز فیترك القیاس"۔(بدائع الصنائع ۴/۴۴۴)

"ہدایہ" میں ہے:

"وإن استصنع شیئا من ذلك بغیر أجل جاز استحسانا بالإجماع الثابت بالتعامل وفی القیاس لا یجوز لأنه بیع المعدوم و الصحیح أنه یجوز بیعا لا عدة والمعدوم قد یعتبر موجودا حکما" (ہدایہ مع الکفایۃ، کتاب البیوع ۳/۱۱۲)

"کفایہ شرح ہدایہ" میں ہے:

"وجه الاستحسان عن النبی صلی الله تعالی علیه وسلم استصنع خاتما و منبرا و لأن المسلمین تعاملوه"۔

(کفایہ ۳/۱۱۳)

ان شواہد سے صاف ظاہر وعیاں ہے کہ اگرچہ بیع میں مبیع کا موجود ہونا شرط ہے مگر استصناع استحساناً تعامل ناس اور حاجت کے سبب خلاف قیاس جائز و مشروع ہے البتہ جن چیزوں میں تعامل اور حاجت مسلمین متحقق نہیں ان میں استصناع ناجائز ہے جیسا کہ ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"منها أن یکون ما للناس فیه تعامل کالقلنسوة والخف و الآنیة و نحوها فلا یجوز فی ما لا تعامل لهم فیه"۔

(بدائع الصنائع ۴/۴۴۴)

"فتاویٰ ہندیہ" میں ہے:

"و الاستصناع فی کلما جری التعامل فیه. ثم انما جاز الاستصناع فیما للناس فیه التعامل إذا بین وصفا علی وجه یحصل التعریف اھ" (۳/۲۰۷)

"الاشباہ و النظائر" میں ہے:

" و من ذلك جواز السلم علی خلاف القیاس لکونه بیع المعدوم دفعا لحاجة المفالیس، و منها جواز الاستصناع للحاجة "۔(الاشباہ والنظائر ۱/۲۶۷)

فقیہ الاسلام، مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں:

"کسی سے کوئی چیز اس طرح بنوایا کہ وہ اپنے پاس سے اتنی قیمت کو بنادے یہ صورت استصناع کہلاتی ہے کہ اگر چیز کے یوں بنوانے کا عرف جاری ہے اور اس کی قسم، وصف وحال وپیمانہ وقیمت وغیرھا کی ایسی صاف تصریح ہوئی کہ کوئی جہالت آئندہ منازعت

کے قابل نہ رہے اور اس میں کوئی میعاد مہلت دینے کے لیے ذکر نہ کی گئی تو یہ عقد شرعاً جائز ہوتا ہے۔ اور اس میں بیع سلم کی شرطیں مثلاً روپیہ پیشگی اس جلسہ میں دینا یا اس کا بازار میں موجود رہنا یا مثلی ہونا کچھ ضرور نہیں ہوتا، مگر جب اس میں میعاد ایک مہینہ یا زائد کی لگا دی جائے تو وہ عقد بعینہٖ بیع سلم ہو جاتا ہے اور اس وقت تمام شرائط بیع سلم کا متحقق ہونا ضرور ہوتا ہے اگر ایک بھی رہ گئی تو عقد فاسد ہو گیا۔" (فتاویٰ رضویہ، ۷؍۲۴۴)

فقیہ اعظم حضرت صدر الشریعہ قدس سرہ فرماتے ہیں:

" کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کاریگر کو فرمائش دے کر چیز بنوائی جاتی ہے اس کو استصناع کہتے ہیں اگر اس میں کوئی میعاد مذکور ہو اور وہ ایک ماہ سے کم کی نہ ہو تو وہ سلم ہے تمام وہ شرائط جو بیع سلم میں مذکور ہوئے ان کی مراعات کی جائے یہاں یہ نہ دیکھا جائے گا کہ اس کے بنوانے کا چلن اور رواج مسلمانوں میں ہے یا نہیں، اگر مدت ہی نہ ہو یا ایک ماہ سے کم کی مدت ہے تو استصناع ہے اور اس کے جواز کے لیے تعامل ضروری ہے "۔ (بہار شریعت، ج۱۸۴، ۱۵)

فقیہ اسلام، مجدد اعظم، مفسر اکبر، محدث اجل سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضرت صدر الشریعہ قدس سرہما کی تصریحات سے یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ استصناع میں ایک مہینہ یا زائد کی میعاد مقرر کرنا اسے سلم کر دیتا ہے۔ یہی مذہب امام اعظم ماخوذ و مفتیٰ بہ و مقدم ہے۔ "ردالمحتار" میں ہے:

" أراد بالأجل ما تقدم و هو شهر فما فوقه، قال المصنف قيدنا الأجل بذلك لأنه إذا كان أقل من شهر كان استصناعا إن جرى فيه تعامل وإن لا ففاسد اه" (ردالمحتار ۷؍۴۴۴) إن ذكر على وجه الاستمهال وإن للاستعجال بأنه قال على أن تفرغ من غدا أو بعد غد كان صحيحا " (ردالمحتار ۱؍۴۴۴)

ان تصریحات و توضیحات سے یہ ظاہر ہے کہ مذکورہ طریقۂ تجارت جو مسلمانوں اور کافروں کے درمیان خوب عام و رائج ہے اس میں بائع اول تو صانع ہے اور اس کا مشتری صرف مستصنع ہے نہ کہ صانع تو یہاں پر استصناع ہونا چاہیے اگر اس کی شرط متحقق ہو لیکن بائع اول کا خریدار اور اسی طرح باقی خریدار یہ صانع نہیں اور بائع اول کے خریدار کے علاوہ نہ حقیقۃً مستصنع ہیں پھر بھی معدوم کی بیع کر رہے ہیں علاوہ ازیں مذہب امام اعظم مقدم و ماخوذ و مفتی بہ پر استصناع اس وقت سلم ہو جایا کرتا ہے جب کہ ایک ماہ یا اس سے زائد کی مقدار مقرر ہو اور یہاں حال یہی ہے کہ فیکٹریاں اور کارخانے کے لوگ ایک ماہ سے زائد ہی مدت مقرر کرتے ہیں مثلاً ایک ہزار ساڑھی چار ماہ یا اس سے زائد میں تیار کر کے بائع اول اپنے خریدار کو سپرد کرے گا اسی طرح دیگر سامانوں میں ایک ماہ سے زائد کی مدت و میعاد مقرر ہوتی ہے۔ تو مذہب امام اعظم مقدم و ماخوذ و مفتی بہ پر تو یہ استصناع نہیں ہاں مذہب صاحبین پر استصناع ہے کہ وہ مدت کا ذکر استعجال کے لیے قرار دیتے ہیں البتہ جن چیزوں میں تعامل نہیں ان میں مدت کا ذکر بالاجماع سلم ہی ہے استصناع نہیں جیسا کہ "بدائع الصنائع" میں ہے:

"هذا إذا استصنع شيئا و لم يضرب له أجلا، فأما إذا ضرب له أجلا فانه ينقلب سلما عند أبي حنيفة فلا يجوز إلا بشرائط السلم و لا خيار لواحد منهما كما في السلم، وعندهما هو على حالة الاستصناع وذكره للتعجيل ولو ضرب الأجل في ما لا تعامل فيه ينقلب سلما بالإجماع وجه قولهما أن هذا استصناع حقيقة فلو صار سلما إنما يصير بذكر

المدة و إنه قد يكون للاستعجال كما في الاستصناع فلا يخرج عن كونه استصناعا مع الاحتمال، و لأبي حنيفة، إن الأجل في البيع من خصائص اللازمة للسلم فذكره يكون ذكرا للسلم معنى وان لم يذكره صريحا "

(بدائع الصنائع، ۵/۳۱۳)

مگر جب مذہب امام اعظم مقدم وماخوذ و مفتٰی بہ یہ ہے تو اس سے عدول کے لیے اسباب ستہ میں سے کوئی سبب متحقق ہونا چاہیے اور اگر مذہب امام سے عدول نہ کرکے اسے سلم ہی قرار دیا جائے تو پھر کتب فقہ میں تحقق سلم کے لیے بہت سارے اوصاف و شرائط درکار ہیں ان شرائط و اوصاف کا تحقق اس عقد میں ہے یا نہیں یا یہ کہ یہ عقد نہ استصناع ہے نہ سلم بلکہ کچھ اور۔

ان سب پر تحقیق اور تفحص کے بعد اس عقد کا شرعی جائزہ لینے اور اس کی صحیح شرعی صورت متعین کرنے اور تحقیقی جواب ارقام کرنے کے لیے درج ذیل سوالات ارسال خدمت ہیں امید ہے کہ سوالات کے تمام گوشوں پر کامل غور فرماکر جواب باصواب سے شادکام فرمائیں گے اور "شرعی کونسل" کا علمی و فقہی تعاون فرماکر امت مسلمہ کے لیے صحیح راہ متعین کرنے اور گناہ سے بچانے میں مدد فرمائیں گے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء

سوالات:

(۱) ارباب تجارت کا مروجہ جدید طریقۂ تجارت کون سا عقد شرعی ہے؟ بیع استصناع یا بیع سلم، یا بیع مطلق یا اس کے علاوہ؟

اگر سلم ہو تو کیا اس کے شرائط معتبرہ متحقق و موجود ہیں اور اگر مذہب صاحبین پر استصناع ہو تو کیا مذہب امام اعظم ماخوذ و مفتی بہ سے عدول کا سبب اور تعامل عوام و خواص و حاجت ناس یا کوئی اور سبب اسباب ستہ میں سے متحقق ہے وضاحت فرمائیں اور بائع اول کے خریداروں کا ایک دوسرے سے بیع معدوم کرنا جائز ہے؟

(۲) اگر شرعاً ناجائز ہو تو اس کے جواز کی کوئی راہ ہے...؟، جبکہ اس بیع کارواج بہت عام ہو چکا ہے۔

(۳) تعامل مطلقاً معتبر ہے یا بعلت حاجت (کفایہ جلد ۳، ص ۱۱۳) کی عبارت سے یہ متبادر ہے کہ استصناع کا جواز استحسان بالاثر اور تعامل مسلمین کی وجہ سے ہے اس کے برخلاف الاشباہ و النظائر ج ۱/ ۲۶۷، کی عبارت میں فرمایا: "منها جواز الاستصناع للحاجة" اس لیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استصناع کے لیے صرف تعامل کافی ہے یا تعامل اور حاجت دونوں شرط ہیں) بر تقدیر اول مدلل ارشاد فرمائیں اور بر تقدیر ثانی سلسلۂ بیع میں حاجت کس کے حق میں متحقق ہے اور کس کے حق میں نہیں۔

(مفتی) محمود اختر قادری
رکن شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف

۹۲/۷۸۶

فیصلہ

بابت: جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت

فیصلہ و تجویز: جدید طریقۂ بیع کی شرعی حیثیت

جدید طریقہ تجارت کے تحت یہ مسئلہ زیر بحث آیا کہ مبیع موجود و مقبوض ہونے سے قبل ہی بیچنے اور خریدنے کا عمل اہل تجارت میں عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے مال تیار کرنے کو کہکر اس سے خرید لیتا ہے اور مال موجود بھی نہیں ہے وہ دوسرے کو بیچ دیتا ہے حالانکہ ابھی وہ مال موجود و مقبوض نہیں ہے اور ہکذا وہ دوسرا تیسرے شخص کو وغیرہ۔ اس میں سوال یہ ہے کہ یہ بیع کی کس قسم میں داخل ہے ؟

(۱) یہ طے ہوا کہ بیع اول بیع استصناع ہے اور یہ تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔ لہٰذا جن جن اشیا میں ایسی بیع رائج ہو گئی ہے وہ جائز ہے اور یہاں تعامل کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کا رواج ہو اور علما سے بعد علم اس پر نکیر نہ پائی جائے۔

مذکورہ بالا بیع استصناع میں بسا اوقات ایک ماہ یا اس سے زائد کی اجل مذکور ہوتی ہے جو مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر استصناع کے بجائے سلم ہو جاتی ہے اور اس میں جملہ شرائط سلم صحت عقد کے لئے لازم ہیں۔ اور حضرات صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مذہب پر ایک ماہ یا زائد کی مدت استعجال کے لئے ہوتی ہے نہ کہ بطور شرط تو کیا اس مسئلہ میں قول امام سے عدول درست ہے اگر درست ہے تو کس بنا پر؟

(۲) باتفاق رائے یہ طے ہوا کہ استصناع میں ایک ماہ یا اس سے زائد کی اجل کا ذکر بطور استعجال ہے جو صاحبین کا قول ہے۔ اس مسئلہ میں قول امام سے عدول دفع حرج شدید کی بنا پر درست ہے۔

(۳) استصناع بوجہ تعامل ہی جائز ہے اور اس تعامل کی بنا حاجت پر ہے اس لئے بعض فقہا نے جواز الاستصناع للحاجۃ ذکر فرما دیا ہے۔

سوال میں یہ جو ذکر کیا گیا کہ ایک شخص کسی سے مال کا عقد استصناع کرتا ہے پھر مال کے موجود ہونے سے پہلے ہی کسی دوسرے تاجر کو بیع کر دیتا اور دوسرا تاجر بھی ملک وقبضہ سے پہلے تیسرے تاجر کو بیع کرتا ہے۔ وہکذا ایجری۔

اس سلسلے میں یہ فیصلہ ہوا کہ اول کی بیع استصناع ہے۔ اور بعد والی بیعوں کے متعلق تحقیق کے بعد یہ پتہ چلا کہ مستصنع اور اس کے بعد کے تجار ایک دوسرے سے صرف معاہدۂ بیع کرتے ہیں نہ کہ بیع اس لئے یہ جائز ہے کہ معدوم کی بیع و شراء کا وعدہ بے قباحت جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

❋ ❋ ❋